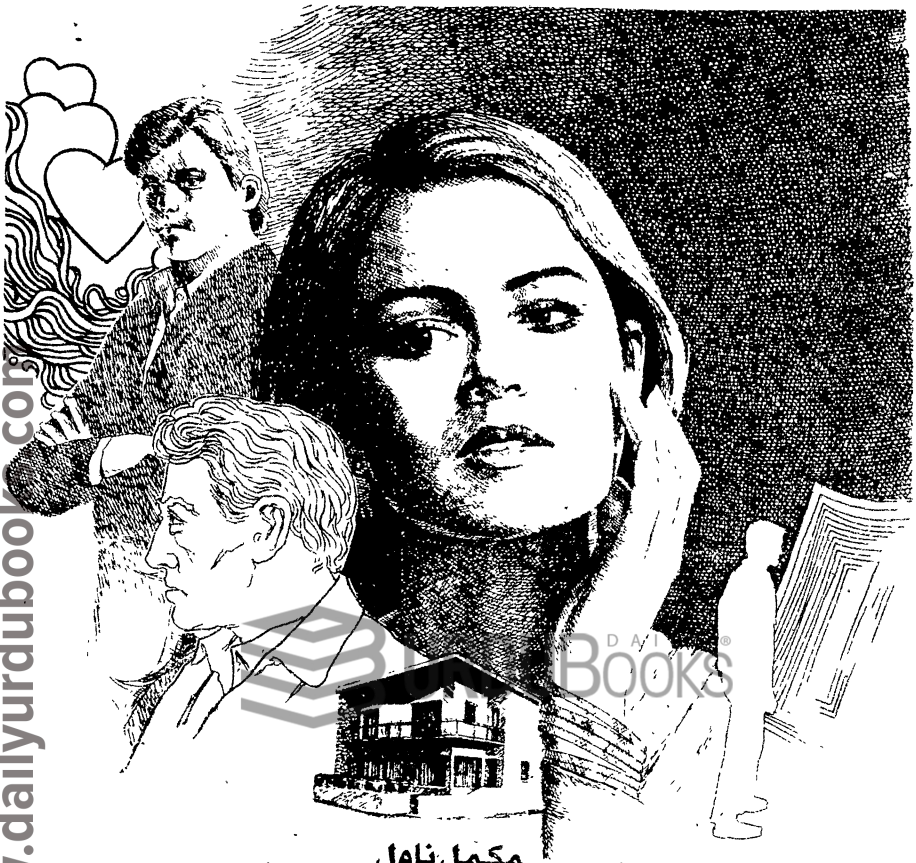

www.dailyurdubooks.com

مکمل ناول

میرا بخت

سحر ساجد

پانچواں حصہ

اے وقت.....
تم پیچھا کرتے ہو میرا
دہشت کے جھنڈ میں
ناراضی اور نامہرباں انداز سے
ایک تکلیف دہ انکشاف کے ساتھ
گزرے ہوئے کل کی غلطیوں پر
اُڑا دیتے ہو میرے پاگل خوابوں کو
جیسے وہ قلعے ہوں مٹی کے
کسے معلوم تھا قدیم سچائیاں
ایسی آسانی سے منہدم ہو سکتی ہیں
تو پھر ایسی بے دردی سے
کیوں ہنستے ہو مجھ پر
میں نے وہیں پر ٹھوکر کھائی ہے
جہاں تم بھی غلطی پر تھے

www.urdubooks.com

اور میں تو اپنے عقیدت بھرے اندھے پن میں بس تمہارے ہی الفاظ دہرا رہا تھا

ہاتھ میں مشروب کا گلاس پکڑے..... کہنی ریلنگ پر ٹکائے، وہ اونچائی پر واقع سبزہ زار سے نیچے جھانک رہی تھی۔ بخت نے دور سے اسے دیکھا۔ اور پھر اپنے لیے مشروب کا گلاس اٹھاتے ہوئے اس تک آیا۔ قدموں کی چاپ سن کر ادا نے مڑ کر دیکھا اور ہلکا سا مسکرائی۔ وہ بھی مسکرایا مگر اس کی مسکراہٹ میں اتنی افسردگی تھی کہ جتنی قبر پر پھول رکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے۔

''آپ نے مجھے حیران کیا بخت..... اس حیرانی سے زیادہ پُرلطف شے اور کوئی نہیں.....''

اس کے قریب آ کر کھڑے ہونے پر ادا نے کہا۔ بخت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ چند لمحے یوں ہی گزرے کہ دونوں میں سے کسی نے پلک نہ جھپکی تھی اور پھر رخ بدل کر سیدھا ہوتے ہوئے اس نے مشروب کا گھونٹ بھرا تھا۔ یوں کہ بخت کا چہرہ بیرونی منظر کی طرف تھا اور ادا کا رخ بخت کی طرف تھا۔

''تاک، تاک کر حملے کر رہی ہیں۔''

''حملے.....؟ آپ کے الفاظ لوٹا رہی ہوں کہ میرے پاس ان الفاظ سے زیادہ اچھے الفاظ نہیں ہیں۔'' اس نے آہستہ سے کہا۔

''عرشیہ کو وہ بریسلیٹ کیوں دیا آپ نے؟''

بخت کہتے ہوئے مڑا تو ماتھے پر دو بل تھے۔

''وہ اس کی زیادہ حقدار ہے۔''

''یہ فیصلہ آپ کیسے کر سکتی ہیں؟''

اور ادا عبدالمالک کا دل دھک کر کے رہ گیا۔

''کسی کے تحفے کی یہ قدر ہے ادا؟'' مزاج میں برہمی نہیں عجب یاسیت سی تھی۔

''یہ قدر ہی تو ہے بخت..... میں نے اپنی سب سے قیمتی شے اس ہستی کو دی جو میرے سب سے عزیز شخص سے وابستہ ہونے جا رہی ہے۔''

''ہا.....'' اس نے ہاتھ فضا میں یوں بلند کیا کہ جیسے بہت بے بس ہو.....

''اچھی قدر کی (دل ہی مسل دیا) وہ تمہارے لیے تھا ادا..... صرف تمہارے لیے..... تمہیں کیا معلوم کہ میں نے.....'' اور وہ ایک دم ہونٹ بھینچ کر چپ ہو گیا۔

''بخت..... پلیز برا نہ مناؤ..... مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہیں اس قدر برا لگے گا۔ میں نے تو بس.....'' لاچار سی ہو کر اس نے جملہ ادھورا چھوڑا..... پھر کہا۔

''تمہارا تو مجھ پر اتنا بڑا احسان ہے کہ میں اپنی زندگی دے کر بھی نہیں اتار سکتی۔'' وہ کہہ رہی تھی اور بخت کا دل جیسے اسی کے پیر تلے آیا تھا۔ اس نے تکلیف سے ادا کو دیکھا۔

''یہ ہی ٹھیک یہ ہی..... تو میں نہیں چاہتا تھا اسی اِک شے سے بچنے کے لیے آج وہاں..... اس اسٹیج پر اپنے ساتھ بیٹھنے کے لیے میں نے عرشیہ کو چنا۔'' وہ خاموش کھڑا..... اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ وہ اب بھی کچھ کہہ رہی تھی۔

''ادا.....''

''ہاں.....'' وہ ایک دم بولی..... وہ چند لمحے سر جھکائے کھڑا رہا..... پھر رخ موڑا..... ذرا سا جھک کر کہنی ریلنگ پر ٹکائی اور کہا۔

''جاؤ یہاں سے.....''

ادا نے پوچھنا چاہا کہ تم نے کیا کہا مگر اس نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کے پیروں تلے کی زمین اِک دم ہلی تھی۔ تو کیا وہ اتنا ناراض تھا؟ اس نے معذرت کے لفظ کہنا چاہے۔

ہونٹ ہلے ہی تھے کہ اس نے ذرا سا چہرہ موڑ کر اپنے کندھے سے اوپر، ترچھی نظر سے ادا کو دیکھا اور اس کے ہونٹ ایک دم ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے۔

اور وہ تب تک اٹھے ہوئے سر، سیدھے کندھوں کے ساتھ وہاں کھڑا رہا جب تک اس کی ہیلز کی آواز آنا ختم نہ ہوئی تھی۔ جیسے وہ دور ہوئی اس کے کندھے ڈھلک گئے تھے۔

''چو من در آتش خود سوز گر سوز دلے داری''

(اگر تجھ میں ذرا سی دل کی تپش ہے تو پھر میری

www.dailyurdubooks.com
URDU BOOKS

طرح اپنی آگ میں جل)

زیرِلب مصرعہ پڑھتے ہوئے تمسخرانہ سے انداز میں خود پر ہنستے ہوئے اس نے جھک کر مشروب کا گھونٹ بھرا تھا۔

چومن در آتش خود سوز گر سوز دلے داری

سوز دلے داری.....

سوز دلے داری

☆☆☆

''منہ کیوں سوجا ہوا تھا آپ جناب کا.....؟ کسی تصویر میں بھی اچھی نہیں لگ رہیں۔''

''اتنی جلدی کیا تھی آخر منگنی کرنے کی؟ پسند کیا آگیا تھا مجھ میں.....؟''

''پسند کرنے والی ایسی کوئی بات تھی تو نہیں.....''

''تو پھر میری زندگی کیوں مصیبت میں ڈالی.....؟''

وہ بری طرح سے تپی تھی اور بخت ہنس دیا۔

''اچھا بتاؤ ناں..... کیا مسئلہ ہے؟''

''بخت..... میں اکلوتی اولاد ہوں..... تعلیم کے چکروں نے مجھے ابو کے ساتھ وقت ہی گزارنے نہیں دیا۔ ابھی فارغ ہوئی تھی کہ تم آگئے.....'' اس کا ناراض لہجہ کہیں کوئی ہلچل مچاتا تھا۔ یوں جیسے کسی بچے کی کوئی معصوم حرکت..... دل میں گدگدی سی کرتی ہے۔

''اس میں اتنا منہ پھلا کر ایونٹ خراب کرنے والی تو کوئی بات نہیں تھی عرشیہ..... جب آپ کہیں گی تب ہی شادی ہوگی.....'' فون کے دوسری طرف عرشیہ اِک پل کو ٹھہر سی گئی۔

''سیریسلی.....؟'' وہ بولی تو آواز مدھم تھی۔

''یہ سوال کرنا بنتا تو نہیں تھا خاتون.....''

اور عرشیہ ہنس دی۔

''تم اتنے ہی فرمانبردار رہے تو زندگی بڑی اچھی گزرے گی..... اچھے شخص ہو، تمہاری کزن نے ٹھیک کہا تھا۔'' وہ بولی۔

''بخت.....؟'' دوسری طرف ایک دم سناٹا چھانے پر عرشیہ نے اچنبھے سے اسے پکارا۔

سرگزشت کا خاصہ ہے کہ اس کے خاص شمارے خاص الخاص ہوتے ہیں

مجنوں نمبر

ایک ایسا خاص نمبر
جسے آپ مجلد کرا کر
محفوظ رکھیں گے

ان مشہور قلمکاروں، اعلیٰ عہدے داروں، فنکاروں کی داستان جو پاگل پن کا شکار ہوئے

ایسی سچی داستانیں، سچے قصے، تاریخی واقعات جو آپ کو چونکا دے کہ ان معروف ہستیوں کے دماغ کیوں الٹ گئے

ہر تحریر خاص الخاص

ابھی سے نزدیکی بک اسٹال پر شمارہ مختص کرالیں ورنہ پچھتاوا دامن گیر رہے گا

www.dailyurdubooks.com

''بزی ہوں.....دوبارہ بات کریں گے.....''
فون ڈسکنکٹ ہوگیا۔ عرشیہ نے سست روی سے فون کان سے ہٹایا۔
''اسے کیا ہوا ہے؟'' دل میں کہیں اندر... بہت گہرائی میں جیسے کوئی گرہ پڑی تھی۔

☆☆☆

تصاویر کی سافٹ کاپی اس کے پاس آچکی تھی۔ سب تصاویر وہ عرشیہ کو بھیج چکا تھا فائنل کرنے کے لیے۔
''بابا... اپنا موبائل دیں ذرا...'' پاس بیٹھے عبدالرزاق سے اس نے کہا۔
اس نے ہر وہ تصویر سلیکٹ کی کہ جس میں ادا نمایاں تھی اور ولید کے نمبر پر سینڈ کردی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ادا کے انٹرویو کے کلپس عبدالرزاق کے واٹس ایپ کے اسٹیٹس پر لگائے تھے۔ "time to avengeWaleed Abdur Razzaq" اور اس کے ہونٹوں پر بڑی دل فریب مسکراہٹ تھی۔

☆☆☆

''جاؤ یہاں سے.....''
''جاؤ یہاں سے.....''
یوں جیسے اس نے زندگی سے بے دخل کردیا ہو۔
اسے رونا نہیں آرہا تھا۔ دکھ نہیں تھا۔ کوئی تکلیف بھی نہیں تھی بس دل کہیں اندر ہی اندر ڈوب رہا تھا۔ یوں جیسے کسی نے بیچ راہ میں ہاتھ چھوڑ دیا ہو.....ایسے جیسے وہ اس پوری کائنات میں ایک دم اکیلی رہ گئی ہو.....ایسی تنہائی تھی کہ جیسے کالی اندھیری رات میں، کسی اندھی گھپاہ کے اندر بس وہ تھی اور اندھیرا تھا۔
''مجھے سوچنا چاہیے تھا.....اسے برا بھی لگ سکتا تھا۔ کیا نہیں... برا ہی لگنا چاہیے کسی کے تحفے کے ساتھ بھلا یوں کیوں کیا جاتا ہے کیا؟''
حلق کے پاس سے سینہ مسلتے ہوئے مسلسل اس کے پیر چکر میں تھے پھر ایک دم وہ رکی فون پکڑا... چیٹ کھولی اور بخت کو سوری کا پیغام بھیجنا چاہا تو... "it's the time Ada" اس کے کانوں میں ایک جملہ گونجا اور اس کے ہاتھ ڈھلک کر پہلو میں جا گرے۔ فون نیچے جا گرا۔ ہاتھ کی مٹھیاں یوں بند ہوئیں کہ ناخن ماس میں کھب گئے۔ سر اونچا تھا.....ناک کے نتھنے پھڑ پھڑا رہے تھے.....ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست تھے... حلق سے کچھ نیچے اترتا دکھائی دیا۔
''میں نے کیوں سوچ لیا تھا کہ ساری عمر میں بخت کی انگلی پکڑ کر اپنے بخت کی راہ ہموار کرتی رہوں گی۔ اس نے تو کبھی انگلی پکڑ کر چلایا ہی نہیں تھا تو ادا عبدالمالک تم نے یہ خوش فہمی کیوں پالی کیوں؟''
وہ وقت آگیا تھا کہ وقت کا سامنا کیا جائے۔
چند گہری، گہری سانسیں بھر کر اس نے جھک کر موبائل اٹھایا... انگلی کی پور سے آنکھ کی نمی کو صاف کیا۔ پھر موبائل کھول کر کل کے آرڈرز کی لسٹ دیکھی جو اسے ڈیلیور کرتے تھے۔
راہیں ایک ہونے کی بات ان دونوں میں سے کسی نے بھی، شروع دن سے نہیں کی تھی تو اب راہیں جدا ہونے پر یہ ملال کیوں... ؟

☆☆☆

اوہائیو میں اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھے، لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے اس کے موبائل پر یکے بعد دیگرے پیغامات موصول ہوئے تھے۔ اتنے میسجز آنے پر اس نے ذرا حیرت سے اپنے موبائل کو دیکھا اور پھر بے اختیار کھول کر دیکھا۔
بابا کے نمبر سے میسجز تھے۔ تجسس اور حیرانی دونوں نے ایک ساتھ اس پر حملہ کیا اور جب پیغام اس کے سامنے واضح ہوا ایک کے بعد ایک تصویر دیکھتے ہوئے اس کی پیشانی کے بلوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ہر تصویر میں وہ نمایاں تھی۔ مسکراتے ہوئے، اٹھے ہوئے سر کے ساتھ، ایک اعتماد ساتھ جو اس کے پورے وجود سے جھلکتا تھا۔ جیسے دنیا کو اس نے اپنے پیر تلے رکھا ہو۔
ولید عبدالرازق نے بڑے تعجب سے اسے دیکھا۔
''کیا، کیا بدلا تھا اس میں؟'' اس نے بار، بار ان تصاویر کو دیکھا۔ زوم کر کر کے دیکھا۔ اور پھر وہ اس

www.dailyurdubooks.com
URDU BOOKS

تصویر پر رک گیا۔

بخت اور ادا.....ایک دوسرے کو تکتے ہوئے یوں جیسے اِک عمر کی شناسائی ہو.....اس کے دل میں ایک دم اٹھنے والے جذبے نے اسے جھلسایا تھا۔

''یہ مسکرا بھی کیسے سکتی ہے..... کیسے؟ اور بخت کو تو اس نے کبھی گھاس بھی نہیں ڈالی تھی۔ تو پھر..... یہ تصویر.....؟'' وہ تصویر اس کے ذہن پر دباؤ کا باعث بن رہی تھی ایسے جیسے دل کسی شکنجے میں کسا جا رہا ہو.....اس نے چیٹ بند کر کے توجہ ہٹانی چاہی تو نظر بابا کی DP پر بنے سبز دائرے پر جا رکی..... بے اختیار اس نے tap کیا تھا اور آگے..... وہ clips.....

''بخت عبدالرحمٰن.....میرے mentor میرے دوست..... میرے لیے یہ تعلق سب سے بڑھ کر ہے۔''

ولید عبدالرزاق اپنی زندگی کے بدترین جھٹکے سے گلے مل رہا تھا۔

تین لفظ کہہ دینے سے کوئی کیسے برباد ہوتا ہے اس کی آنکھ کے لیے یہ منظر عجائب گھر کا سا تھا۔

☆☆☆

چائے تو اس نے آرام سے میز پر رکھ دی تھی پر بسکٹ کی پلیٹ اس نے صحیح معنوں میں میز پر پٹخی تھی۔

بخت نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔ جواباً غصے سے بھری گھوری آئی تھی۔

''اسی لیے میں ابھی منگنی نہیں کروانا چاہتی تھی، ہو گئے ناں شروع تمہارے چکر اور میری مہمان نوازیاں.....''

اس کے تپے ہوئے انداز کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اس نے چائے اٹھائی مزے سے بسکٹ اس میں ڈبویا اور پھر بائٹ لیا۔

''ابو.....ابھی مجھے کھانے کی ایک لمبی لسٹ پکڑا کر گئے ہیں، تم سن رہے ہو.....؟''

اور سننے والے نے بہرے ہونے کا عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے تیسرا بسکٹ اٹھایا۔

عرشیہ کا منہ لال ہوا۔

''بچو ایسا کھانا کھلاؤں گی اب تمہیں کہ تمہاری نسلیں یاد کریں گی۔'' تن فن کرتی وہ اٹھی مگر اِک دم اسے جھٹکا لگا۔

بخت نے بازو سے پکڑ کر اسے واپس صوفے پر بٹھایا تھا.....اس کا دل دھک کر کے رہ گیا۔

''ایڈیٹ.....'' وہ منہ ہی منہ میں بدبدائی۔

''بیٹھ جاؤ.....کوئی کھانا وانا نہیں کھانا مجھے خاتون.....! میں تو بس آپ سے ملنے آیا تھا پانچ دنوں کے لیے ٹور لے کر جا رہا ہوں.....''

''کہاں جا رہے ہو؟'' غصہ ایک دم ٹھنڈا ہوا۔

''فیری میڈوز.....''

''عرشی یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو.....کھانے کا کہا تھا تمہیں۔'' احتشام صاحب اندر آتے ہوئے بولے۔ اس سوال پر عرشیہ نے بخت کو دیکھا اور بخت نے مسکراہٹ دبا کر سر جھکایا۔ دیکھے بنا جانتا تھا کہ آتش فشاں لاوا اگلنے کو پھر سے تیار ہے۔

''اٹھو شاباش.....جاؤ جا کر انتظام کرو.....''

''نہیں انکل.....! کھانے کی ضرورت نہیں ہے..... مجھے ٹور لے کر جانا ہے تو ذرا بزی ہوں پھر کبھی سہی..... ابھی بس عرشیہ سے ایک کام تھا اسی لیے آیا تھا۔'' بالآخر وہ بول پڑا اس سے پہلے کہ موڈ پھر سے بگڑتا۔

''کیا کام تھا؟'' وہ حیرانی سے بولی۔ کام تھا تو کہتا ابھی تک کون سی الف لیلیٰ سنا رہا تھا۔

''انکل میں اکیلے میں عرشیہ سے بات کر سکتا ہوں.....؟'' بہت مہذب انداز میں اس نے احتشام الدین سے پوچھا تھا۔

''شیور بیٹا.....کوئی مسئلہ نہیں.....'' یہ کہہ کر وہ اٹھ کر باہر چلے گئے اور عرشیہ منہ کھول کر اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔

''شرم نہیں آئی ابو سے یہ کہتے ہوئے.....وہ کیا سوچتے ہوں گے؟'' عرشیہ شدید غیر آرام دہ تھی۔

''انکل اچھے خاصے سمجھدار انسان ہیں.....انہیں برا لگتا تو وہ اجازت ہی نہیں دیتے۔ اس لیے اتنا panic کرنے کی ضرورت نہیں اور آرام سے، تحمل

www.dailyurdubooks.com
DAILY URDU BOOKS

سے میری بات سنو.....''

''کہو!'' اس ''کہو'' میں ناپسندیدگی تھی۔

''تمہیں یاد ہوگا انگیجمنٹ میں.....ادا نے تمہیں ایک بریسلیٹ گفٹ کیا تھا۔''

''ہاں! دیا تھا.....'' اور بخت اِک لمحے کے لیے خاموش ہوگیا۔ وہ جانتا تھا جو وہ کرنے جارہا ہے وہ غلط تھا۔ اور چیپ حرکت ہوگی مگر وہ صرف ادا کے لیے تھا۔ اس نے جس نیت، جس شوق سے وہ بنوایا تھا جس طرح سے بنوایا تھا۔ وہ شدید تکلیف میں تھا۔ اس کی برداشت کی ساری قوتیں صفر ہوگئی تھیں۔ وہ اس بریسلیٹ کو کسی اور کے پاس کیسے دیکھ سکتا تھا کیسے.....

''بخت کھل کر کہو.....کیا مسئلہ ہے؟'' عرشیہ کو اندازہ ہوا کہ.....

''پلیز اس بات کو غلط مت لینا.....مگر مجھے وہ بریسلیٹ واپس چاہیے.....کچھ فیملی ایشو ہے۔ میں نے اس کی جگہ تمہارے لیے یہ خریدا ہے۔'' اس نے پاکٹ سے ایک کیس نکال کر اور کھول کر اس کے سامنے رکھا۔

وہ اس بریسلیٹ سے کئی درجے قیمتی اور خوب صورت بریسلیٹ تھا۔ عرشیہ نے ہاتھ سے اس کیس کو بند کیا۔

''تم یہ نہ بھی لاتے اور مجھے اس بریسلیٹ کو لوٹانے کا کہتے تو یقین کرو بخت میں ایک لمحے کے لیے کچھ نہ سوچتی.....تم جیسا شخص یوں ایسے ہی کوئی بات نہیں کہہ سکتا.....مجھے اس کی replacement تو کبھی نہیں چاہیے ہوتی۔''

''مجھ پر اچھا گمان رکھنے کے لیے تمہارا شکریہ.....'' اس کی آنکھوں میں کوئی یاسیت سی اتری۔

''میں لاتی ہوں.....''

اور جب وہ وہاں سے جانے لگا تو.....

''یہ لے جاؤ بخت یقین مانو اس کی ضرورت نہیں.....''

''یہ تمہارے لیے ہی ہے، اس لیے تمہارے ہی پاس رہے گا۔ جو تحفہ جس کسی کے لیے لیا جاتا ہے وہ اسی کے پاس رہنا چاہیے۔''

عرشیہ نے چند لمحے رک کر اسے دیکھا۔

''کس مشکل کا شکار ہو بخت عبدالرحمٰن.....'' وہ اب اپنی بائیک اسٹارٹ کررہا تھا۔ وہ ضرور اس حرکت پر طوفان اٹھاتی مگر وہ جان گئی تھی کہ وہ مشکل میں تھا۔

وہ اس شخص کو زندگی بھر کسی مشکل میں تو نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس کے دل نے ابھی، ابھی اسے بتایا تھا۔ عرشیہ کی نگاہیں دور تک اس کی پشت پر جمی رہیں۔

☆☆☆

''السلام علیکم.....آنٹی، ادا کو بلادیں پلیز.....'' دروازہ رقیہ نے کھولا تھا۔

''اندر تو آؤ.....یوں ہی دروازے پر کھڑے رہو گے کیا۔''

''ضرور آتا.....مگر ابھی وقت نہیں ہے آنٹی..... بس دو منٹ کا کام ہے، آپ باہر اسے بلادیں۔''

''اچھا بلاتی ہوں.....'' اس کے عجلت بھرے انداز پر وہ اندر کو مڑ گئیں۔

اور جب ادا نے پیغام سنا.....تو وہ اِک دم ایک بہت ہی غیر آرام دہ کیفیت کا شکار ہوئی۔ وہ اس کا سامنا کیسے کرسکتی تھی۔

''جاؤ بھی.....وہ پہلے ہی جلدی میں ہے.....'' اسے وہاں ٹکا دیکھ کر رقیہ نے کہا۔

دوپٹا سر پر برابر کرتے ہوئے وہ دروازے تک آئی۔ آنکھوں پر گاگلز لگائے، پی کیپ پہنے.....ایک پاؤں پیڈل پر، دوسرا زمین پر ٹکائے چہرے پر زمانے بھر کی تلخی سجائے.....وہ وہاں کسی اجنبی کی طرح کھڑا تھا۔

''السلام علیکم.....!'' اس نے مڑ کر دیکھا۔

''گاگلز کے پار بھی کسی کی آنکھوں کی تپش جھلسا سکتی ہے.....'' ادا عبدالمالک کو نیا تجربہ ہوا۔ رخ موڑ کر بخت نے پاکٹ سے کیس نکالا اور ادا کی طرف بڑھایا۔

اور اس کا دل دھک کر کے رہ گیا۔

''یہ.....؟'' وہ لینے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھا سکی۔

''یہ آپ کے لیے تھا، آپ کے لیے ہے اور

www.dailyurdubooks.com
URDU BOOKS

آپ کے لیے ہی رہے گا.....آپ اسے بھلے کسی کوڑے دان میں پھینک دیں مگر کسی اور کو نہیں دیں گی آپ.....سمجھ آئی؟''

بخت عبدالرحمٰن برہم لہجہ بھی رکھتا تھا.....وہ ہق دق اسے دیکھ رہی تھی۔

''ادا آپ یہ پکڑیں گی؟'' آواز کی سختی حد سے بڑھی۔

اور جیسے ہی اس نے کیس پکڑا.....اس نے پوری قوت سے ہیوی بائیک کو کک ماری اور انتہائی برے طریقے سے اس کا رخ موڑا اور اتنی ریش بائیک چلائی کہ ادا کا ہاتھ سینے پر جا ٹھہرا۔

''بخت.....!'' وہ بے اختیار دو قدم آگے آئی۔ مگر وہاں اب صرف خاک اڑتی تھی۔

☆☆☆

''تم کیا ڈھونڈ رہے ہو ولید.....؟''

''فلیش ڈرائیو.....''

''وہ تو تمہارے لیپ ٹاپ کے ساتھ اٹیچڈ ہے۔''

''یہ والی نہیں۔''

''کون سی؟''

''جس میں پرانے لیپ ٹاپ کا ڈیٹا سیو کیا تھا۔''

''اس میں سے کیا چاہیے تمہیں؟ جو یوں سارا گھر الٹا کر دیا ہے تم نے۔'' آگستا غصے میں تھی۔ جا بجا دراز کھلے ہوئے تھے چیزیں کارپٹ پر بکھری ہوئی تھیں۔ کہیں وہ کارٹن اوندھے پڑے تھے کہ جن میں غیر استعمال شدہ اشیا رکھی جاتی ہیں اور ولید عبدالرزاق پاگلوں کی طرح اس فلیش ڈرائیو کو ڈھونڈ رہا تھا۔

''میں سمیٹ دوں گا.....''

''آخر تمہیں چاہیے کیا؟'' وہ بری طرح تپی تھی۔

ولید کے ہاتھ اِک دم رکے.....جھکے سر کے ساتھ وہ اِک لمحے کو ٹھہر گیا اور پھر سر اٹھا کر آگستا کو دیکھا۔

''کچھ پرانی تصویریں چاہئیں۔''

☆☆☆

وہ کچن میں تھی۔ جب دھڑام سے کچھ گرنے کی آواز آئی۔ اس کے ہاتھ سے کچھ چھوٹ کر نیچے جا گرا.....جب وہ باہر آئی تو.....

''ابو.....!'' اک دم چیخ کر وہ آگے بڑھی تھی۔

''ابو.....'' شانوں سے پکڑ کر انہیں سیدھا کرتے ہوئے اس کی جان نکل رہی تھی۔

''کیا ہوا.....آپ کو.....؟ ایسے کیسے گر گئے۔''

وہ پریشان تھی۔

''رشیدہ.....رشیدہ پانی لاؤ.....'' اس نے ملازمہ کو آواز دی۔

''کچھ نہیں ہوا.....کچھ نہیں ہوا.....بس اِک دم چکر سا آ گیا۔ نظر دھندلا سی گئی ہے۔''

''آپ اٹھیں.....چلیں ڈاکٹر کے پاس.....''

''ارے میں تو خود ڈاکٹر ہوں.....''

رشیدہ کے ہاتھ سے پانی لے کر پیتے ہوئے انہوں نے بات مذاق میں اڑانی چاہی۔

''بھلا چنگا ہوں کہہ تو رہا ہوں.....بس نظر دھندلا گئی تھی۔'' انہوں نے جھک کر آنکھیں ملیں اور جب انہوں نے چہرہ جھکایا تو.....ایک دم عرشیہ کی نظر ان کے ماتھے پر پڑی۔ وہاں زخم سے خون کے قطرے رس رہے تھے۔ اس کا دل دھک کر کے رہ گیا۔

''ابو آپ کو درد نہیں ہو رہا.....؟''

''کہاں؟'' چہرہ اٹھا کر کہتے ہوئے انہوں نے عرشیہ کو دیکھا۔

اور عرشیہ.....اس نے اپنے دھک، دھک کرتے دل کی آواز اپنے کانوں میں سنی تھی۔

☆☆☆

''عجیب بات ہے بھئی.....باہر کے لوگوں کو کھانے بنا، بنا کر بیچتی ہو.....اور گھر کی دعوت کے لیے وقت نہیں ہے۔ کمال ہی نہیں ہو گیا۔'' مزاج کی برہمی ماتھے کے بلوں سے اچھی طرح ظاہر ہو رہی تھی۔

''امی، بات کو سمجھنے کی کوشش کریں.....میں نے آرڈر بک کیے ہوئے ہیں اب اگر گھر میں ہونے والی دعوت کی تیاری کروں تو آرڈرز کیسے ڈیلیور کروں گی؟''

''گھر والوں کو سمجھانے سے تو بہتر ہے بندہ سر

www.dailyurdubooks.com
DAILY URDU BOOKS

کسی دیوار پر دے مارے.....'' وہ سر ہاتھوں پر گرائے بیٹھی تھی۔

''لو.....تو وہ جو دو، دو ہیلپر ز رکھے ہوئے ہیں، وہ کس لیے ہیں؟'' ان کے یوں چمک کر بولنے پر اس نے ایک دم سر اٹھا کر انہیں دیکھا..... چند لمحے بے بسی سے انہیں تکتی رہی اور پھر اس کے کندھے ڈھلک گئے۔

''وہ صرف میری مدد کرتے ہیں..... کھانا میں خود بناتی ہوں امی.....''

''یا خدا کوئی تو ایسی زبان سمجھا دے کہ جس سے ماں کو سمجھا سکوں.....'' بڑی لاچاری سے اس نے چھت کو دیکھا۔

''یہ چھت کی طرف کیا دیکھ رہی ہو.....اتنی سی بات پر ماں کے اٹھنے کی دعائیں کر رہی ہو کیا..... ہیں ادا.....؟ تمہارا خون اتنا ہی سفید ہو گیا ہے۔'' اس کے ڈھلکے ہوئے کندھے ایک دم سیدھے ہوئے۔

''امی.....'' وہ احتجاجاً بولی۔ بیچارگی کی تصویر بنے انہیں دیکھنے کے سوا وہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

''کل دعوت ضرور ہو گی چاہے میں مر ہی کیوں نہ جاؤں.....''

''اللہ نہ کرے.....!'' وہ دہل کر بولی۔

''امی.....ایسا نہیں ہوتا کہ آپ رات کو سو کر اٹھیں اور صبح مجھے کہیں کہ آج فلاں کی دعوت ہے.....میں ایک بزنس کرتی ہوں.....پلیز اس بات کو سمجھیں.....'' ماں کا ہاتھ پکڑے ٹھہر ٹھہر کر بڑے پیار سے سمجھانے کی ایک کوشش کی۔

''فلاں نہیں.....تمہارے تایا ہیں.....''

''اوہ.....ان کی بھی نہیں ہو سکتی کہا ناں.....میرا بزنس ڈسٹرب ہوتا ہے۔''

''تجھے پیسے کی پڑی ہے ادا؟ بتا کتنے کے آرڈرز ہیں.....اس سے دُگنے دیتی ہوں میں، پر کل عرشیہ کی فیملی کی بھی دعوت ہو گی.....'' اسے جھٹکا لگا۔

''آپ نے تایا کہا تھا۔''

''ہاں تو وہ بھی ہوں گے.....عرشیہ کو اکیلے تھوڑا ہی بلاؤں گی.....بتا کتنے پیسے.....؟'' اور اس کی دائیں کلائی میں موجود دھات کے اس ٹکڑے نے دہک کر اس کے دل کو جلایا۔ وہ اس کا سامنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ عرشیہ سے کس طرح سے یہ بریسلیٹ مانگ کر لایا ہو گا سوچ کر ہی اس کا دل ڈوبتا تھا۔

کوئی سوال سا سوال تھا۔ جو اس کے وجود کو چٹخاتا تھا۔

''بولو.....؟'' رقیہ کے کندھا پکڑ کر ہلانے پر وہ ایک دم ہوش میں آئی۔

''نہیں امی.....کل نہیں ہو سکتا.....سوری.....'' تیز لہجے میں کہہ کر وہ رکی نہیں.....رقیہ جو بولنا شروع ہوئیں تو تارا زچ ہو کر اس کے پاس آئی۔

''کیا ہو گیا ہے آپ کو.....کیوں منع کر رہی ہیں؟''

''میں اپنے اسکیجول میں سے وقت نہیں نکال سکتی، تم لوگ سمجھو اس بات کو.....بزنس ہے میرا.....''

''تو اب پھر چراغ تلے اندھیرا ہو گا؟ گھر کی دعوت کے لیے باہر سے کھانا آئے گا؟'' تارا کے ماتھے پر بل تھے۔

''یہ کب کہا میں نے؟''

''تو پھر.....؟''

''مجھ سے بات تو کر لیتیں.....میں پھر اپنا اسکیجول اس حساب سے ترتیب دیتی.....ٹائم نکال لیتی.....اب ایسے بھی تو نہیں ہو سکتا ناں کہ دعوت کی وجہ سے اپنے آرڈر کینسل کر دوں.....'' وہ بے حد تپی ہوئی تھی۔

''یعنی آپ سے ٹائم لینا پڑے گا۔'' تارا کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے۔

''ظاہر ہے۔''

''بجو!'' تارا حیرت اور غصے سے اسے دیکھتی تھی۔

''ابو جب جاب کرتے تھے تو کیا ہوتا تھا؟ ہاں.....'' دونوں ہاتھ کولہوں پر رکھ کر اس نے ابروؤں کے اشارے سے پوچھا۔

تارا نے خاموش ہو کر اسے دیکھا۔

''کہیں جانا ہے، کوئی کام ہے، گھر کا کوئی کام

www.dailyurdubooks.com
URDUBOOKS

کروانا ہے۔ ''اتوار'' کا انتظار کیا جانا یعنی کہ ابو کی چھٹی کے دن کا..... لیکن نہیں..... مردوں کی جاب، بزنس اہم ہے..... عورت کی جاب اہم نہ بزنس..... اسے وہ پروٹوکول ہی نہیں ملتا۔''

اور تارا کی خاموشی اور گہری ہوئی۔ وہ ٹھیک کہتی تھی۔ ادا اسے دیکھ رہی تھی اور وہ خاموشی سے زمین کو..... اور پھر گہری سانس بھر کر بولی۔

''اچھا اب اس کا کوئی تو حل ہوگا ناں.....؟''

''ہے ناں..... مجھ سے پوچھو، مجھے بتاؤ..... مشورہ کرو..... میں اپنے اسکچوئل میں سے وقت نکال لوں گی۔ میٹنگ کرلوں گی۔''

''اور امی کو کون سمجھائے گا۔'' تارا کا لہجہ تیکھا تھا۔ اور ادا عبدالمالک کے چہرے پر بڑی پُراسرار مسکراہٹ تھی۔

''ابو.....''

''امی اور ابو کی جنگ کروائیں گی کیا؟'' تارا بوکھلا کر بولی۔

''ابو کے علاوہ امی کو اور کوئی کنٹرول نہیں کرسکتا۔'' وہ کندھے اچکا کر بولی۔ تارا اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆

''ہائے میرا بھائی..... میری جان..... میں کیوں نہ مرگئی تمہاری جگہ.....'' پھپو باہر سے ہی بولتی آرہی تھیں۔ وہ جو ابو کو دوا کھلا رہی تھی اس کے ہاتھ شاک کے مارے اک دم رکے۔

''ان کو کس نے بتایا؟''

''میں نے ہرگز نہیں بتایا.....'' دونوں ہاتھ اٹھا کر احتشام صاحب بے اختیار بولے۔

''پھر.....؟''

''مجھے کیا معلوم.....؟ جاؤ دیکھو انہیں ورنہ چند لمحوں بعد پورا محلہ اس گھر میں جمع ہوگا۔''

''اب تو اللہ حافظ ہے۔'' بڑبڑا کر کہتے ہوئے وہ اٹھی۔

''السلام علیکم پھپو..... السلام علیکم.....''

پھپو کو زوردار سلام کرنے کے بعد اس نے ساتھ کھڑے عماد کو بھی سلام کیا۔

''ارے عرشیہ..... میں کوئی امریکا میں نہیں تھی جو تم نے بتایا ہی نہیں..... یہ اپنی رشیدہ نہ بتاتی تو ہم تو..... لاعلم ہی رہتے..... اور اِدھر میرے بھائی پر پہاڑ ٹوٹ پڑا.....'' اس کے ساتھ ہی ان کے آنسو بھل بھل بہنے لگے۔ پھپو کی ابو سے محبت میں کوئی دو رائے نہیں تھی، ان کی کچھ باتوں سے عرشیہ کو اختلاف تھا۔

''بس کریں ناں پھپو..... شکر ہے زیادہ چوٹ نہیں لگی..... آئیں ناں اندر تو چلیں ابو کے پاس.....''

دونوں شانوں سے انہیں تھام کر ساتھ لگاتے ہوئے وہ انہیں اندر لے کر آئی تھی۔

اور اندر جا کر وہ پھر چھکوں پھکوں رونے لگیں۔

''ہائے احتشام الدین..... لڑکی ذات تمہیں کہاں اسپتالوں میں لے، لے کر دوڑی ہوگی..... کہا تھا میرے عماد کو فرزندی میں لے لو..... پر ہم تو جی گنوار ہیں، پینڈو ہیں..... عماد کم پڑھا لکھا ہے..... اگر یہاں ہوتا تو بچی یوں خوار تو نہ ہوتی ناں.....''

یہ تھی اختلاف کی وجہ..... کمرے میں اِک دم خاموشی پھیلی۔

''میں چائے لاتی ہوں.....'' وہاں سے اٹھ کر جانا بہتر تھا۔

''رشیدہ۔'' وہ کچن میں آکر دہاڑی تھی۔

''جی باجی.....'' اور کوئی رشیدہ کی سہمنے کی اداکاری تو دیکھتا۔

''کتنی دفعہ منع کیا ہے کہ اِدھر کی باتیں اُدھر نہ کیا کرو.....'' کوئی اور ہوتا تو عرشیہ کے اتنے غصے سے بولنے پر اس کی جان ہوا ہو جاتی..... پر وہ بھی رشیدہ تھی۔

''قسم لے لیں باجی... میں نے تو اماں کو بس یہی کہا تھا کہ صاحب جی گرے ہیں..... اب اماں نے اگر پھپو جی کو بتا دیا تو میرا کیا قصور ہوا۔''

''نہیں رشیدہ محترمہ..... آپ کا کوئی قصور نہیں ہے، قصور میرا ہے جو تم پر ترس کھا کر تمہیں گاؤں سے یہاں لے آئی تھی۔'' جملے کا پہلا حصہ بہت پیار سے ادا

www.dailyurdubooks.com
DAILY URDU BOOKS

ہوا۔ اور دوسرا حصہ دانت پیستے ہوئے۔

''وہاں رہتی..... اور روز اماں سے پٹتی۔ نہ ہی اسکول کی شکل دیکھتی..... پھر ٹھیک تھا؟''

''معاف کردیں ناں عرشیہ باجی..... پلیز دیکھیں..... آئندہ نہیں کروں گی.....'' بس اس کی عرشیہ کے پیروں میں بیٹھنے کی کسر رہ گئی تھی۔

''اچھا..... اچھا..... تم نے اپنی حرکتوں سے باز نہیں آنا اور نہ ہی یہ تمہارے ڈرامے ختم ہوں گے۔ چلو چائے کی تیاری کرو.....'' وہ فریزر میں سے کباب وغیرہ نکالتے ہوئے بولی۔

اتنی سگھڑ نہیں تھی عرشیہ محترمہ..... آن لائن فروزن فوڈ منگوا کر فریزر بھر رکھا تھا۔

اور جب رشیدہ کے ہاتھ چائے کا سامان بھیج کر وہ خود چائے لے کر جانے لگی تو ایک دم عماد آیا تھا۔

''آپ کیوں آگئے عماد بھائی..... میں چائے لا رہی تھی۔'' وہ کپ ٹرے میں سیٹ کر رہی تھی۔

''معذرت کرنے آیا تھا۔''

''کس چیز کی؟'' اس نے ہاتھ روک کر حیرانی سے سر اٹھا کر عماد کو دیکھا۔

''امی ہمیشہ بول جاتی ہیں، بس اسی بات کی۔''

''نہیں عماد بھائی..... معذرت کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ بڑی ہیں بس.....'' اور اِک دم اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔

''کیا بس..... کھل کر کہو عرشیہ.....''

اور عرشیہ نے اس کی شکل دیکھی۔ کیا اسے کہہ دینا چاہیے؟ ہاں..... کہہ دینا چاہیے کم از کم ایک فرد کا تو دل صاف ہوتا۔

''بات یہ ہے عماد بھائی.....'' اس نے چائے کے برتن کے نیچے آنچ آہستہ کی اور پھر اس کی طرف مڑی۔

''پھپھو غلط ہیں نہ ان کی خواہش..... مسئلہ سارا ماحول کا ہے جس میں آپ پلے بڑھے ہیں اور میں..... یہ اتنا بڑا فرق ہے کہ میں اپنے ذہن کی ساری قوتوں کو صرف کر کے بھی پاٹ نہیں سکتی۔ بات پڑھے لکھے ہونے کی بھی نہیں، آخر کو آپ ان پڑھ تھوڑی ہیں..... بی اے کر رکھا ہے۔ بات صرف اور صرف ذہنی سطح کی ہے۔ اس کے فرق کی ہے بس اسی لیے میں نے اور ابو نے انکار کیا تھا ورنہ عماد بھائی آپ میں کوئی برائی نہیں ہے۔'' اور عماد نے ایک گہری سانس لی۔

''میں سمجھتا ہوں..... میں نے امی کو منع بھی کیا تھا مگر آپ کو معلوم ہے ان کی عادت.....''

''چھوڑیں عماد بھائی..... جو ہوا سو ہوا.....'' رشیدہ کو آتا دیکھ کر اس نے کپوں والی ٹرے لے جانے کا اشارہ کیا ورنہ اس کا کیا تھا کوئی اور افسانہ گھڑ لیتی۔

''آپ چلیں، میں بس چائے لے کر آئی۔'' اس نے مسکرا کر عماد سے کہا اور عماد سر ہلا کر مڑ گیا۔

''آئم ریئلی سوری عماد بھائی..... آپ اچھے ہیں اور آپ کی اماں.....'' اور اِک جھرجھری لے کر اس نے چائے کیتلی میں ڈالی۔

☆☆☆

ابھی، ابھی نیند پوری کر کے فریش ہو کر وہ کمرے سے باہر آیا اور جب وہ کچن کی طرف مڑا تو اِک بے حد چھوٹے سے لمحے کے لیے اس کا دل جیسے رک گیا وہاں کوئی تھا..... وہ پہچاننے میں غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ادا نہیں تھی دل اور اس کی خواہشیں تو ایسی ہوتی ہیں جیسے چکور چاند کو پالے..... جیسے وہاں وہ ہوتی..... وہ کچن کی چوکھٹ سے کندھا ٹکا کر اس سے بات کر سکتا، اسے دیکھ سکتا..... مگر وہ..... وہاں نہیں تھی۔ وہاں وہ ہی تھی کہ جس کو اس جگہ پر لانے کے لیے اس نے خود بندھن باندھا تھا۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں بخت عبدالرحمٰن..... اتنا کمزور تو نہیں بنایا تمہیں تمہاری ماں نے.....'' سر جھٹک دینے سے دل کی خواہش بھی بھلا کبھی جھٹکی گئی ہے۔ وہ بے حد مضطرب سی کیفیت کا شکار ہوا۔

عرشیہ کسی کام کے لیے مڑی آگے بڑھی پھر بڑھ کر اسے نوٹس کیا۔ کچن سے ذرا فاصلے پر اسے کھڑا دیکھ کر وہ دروازے تک آئی اور بخت عبدالرحمٰن کے دل

www.dailyurdubooks.com

میں بل پڑے۔

''السلام علیکم.....!'' کچن کی چوکھٹ سے کندھا ٹکاتے ہوئے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے پیروں کا کراس بنا کر کھڑے ہوتے وہ بولی۔

کسی لمحے نے دل پر پیر رکھ کر اسے مسلا تھا۔ اس کے حلق سے کچھ نیچے اترا۔

''وعلیکم السلام.....'' وہ اس جوش سے جواب نہ دے سکا۔

''آپ اور یہاں اور پھر وہ بھی کچن میں.....؟''

''میں نے سوچا اس دن تمہیں کھانا نہیں کھلایا تھا ناں سو آج کسر پوری کر دیتی ہوں.....''

بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے ہوئے وہ کچھ ایسے لہجے میں بولی کہ جس میں کچھ غیر معمولی تھا۔ بخت نے رک کر اس کا انداز دیکھا۔

''خیر ہے عرشیہ خاتون؟ دماغ تو پہلے ہی سے کھسکا ہوا ہے آپ کا..... پر اب لگتا ہے۔ مشینری ہی کام سے گئی؟'' اس نے کنپٹی پر انگلی رکھ کر اینٹی کلاک وائز گھمایا۔

''ہو جاتے ہیں ایسے حادثے بھی کہ جب.....''

''یہ تم سستی ہیروئن کیوں بن رہی ہو؟'' ابھی اس نے انگلی پر دوپٹا لپیٹ کر بات شروع ہی کی تھی کہ ایک دم وہ بول پڑا تھا۔ عرشیہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ پیر پٹخ کر اسے دیکھا..... اور وہ ہنس دیا۔

''رومینس تمہارے بس کی بات نہیں خاتون.....'' ہاتھ جھلا کر کہتے ہوئے وہ دروازے تک آیا۔

''ہے..... ہے..... اندر کیا کرنے جا رہے ہو۔'' وہ پھیل کر دروازے پر کھڑی ہوئی۔

''دیکھوں تو سہی کہ آج پیٹ پر کس قدر ظلم ہو گا۔'' بخت اس نے کندھے پر سے جھانکا۔

''لا رہی ہوں ناں..... تم چلو ڈائننگ ٹیبل پر شاباش.....'' پچکار کر کہتے ہوئے اس نے انگلی سے اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔

''لگتا ہے ظلم ہی ہو گا.....'' بڑبڑا کر کہتے ہوئے وہ مڑ گیا۔

☆☆☆

اس نے کھانے کی شکل دیکھی اور پکا ہو گیا..... یہ کھانا اس نے نہیں بنایا تھا۔ کھانے کی ایسی خوب صورت شکل تبریز بھی نہیں دے سکتا تھا تو پھر..... خیر اس نے نوالہ لیا۔

''یہ کھانا تو ادا کے ہاتھ کا ہے.....'' بے اختیاری ایسی تھی کہ عبدالرزاق اور عرشیہ نے رک کر اسے دیکھا۔ مگر وہاں صرف بے اختیاری نہیں تھی..... کچھ اور بھی تھا..... پر..... کیا؟ عرشیہ نے ٹھہر کر اس کا چہرہ دیکھا۔ بے چینی، ایسی بے چینی کہ یوں جیسے وہ وہاں ہو گی..... جیسے ابھی سامنے آ جائے گی۔

''ادا آئی تھی کیا؟''

''نہیں، ہم نے کھانا آرڈر کیا تھا۔'' اور اس کے منہ سے آواز بھی نہیں نکل سکی محض سر ہلا کر رہ گیا اور پلیٹ پر جھک گیا۔

''لو بھئی میں تو شرط جیت گیا۔ لاؤ اِدھر دو ہزار روپیہ.....'' عبدالرزاق، عرشیہ سے کہہ رہے تھے۔

''آپ مجھ سے پیسے لیں گے؟'' اس کی آنکھیں ابلیں۔

''بالکل لیں گے..... کہا کس نے تھا شرط لگاؤ کہ بخت کو معلوم نہیں ہو گا.....'' وہ ہنس رہے تھے۔ اور بخت کو لگ رہا تھا کہ آوازیں بہت دور سے آ رہی ہیں..... اس کا دماغ سنسنا رہا تھا۔

''کیوں.....؟'' وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔

''بخت.....''

''جی.....؟'' اس نے غائب دماغی سے سر اٹھایا۔

''رقیہ کا فون آیا تھا۔ وہ عرشیہ اور ہماری نیملی کی دعوت کرنا چاہتی تھیں۔ تب تم یہاں تھے نہیں.....''

''کب ہے؟'' اس کی نظروں میں تیکھا پن تھا۔

''تم کب فارغ ہو.....؟'' وہ اس کے باپ تھے..... ثابت ہوا۔ بخت کی نظروں کا تیکھا پن اور بڑھا..... ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔ عرشیہ کبھی..... عبدالرزاق کو کبھی بخت کو تکتی تھی۔

www.dailyurdubooks.com
URDU BOOKS

''آپ مجھے بتائیں گے تو ہی میں اپنا وقت مینج کرسکوں گا.....''

''تم اپنا وقت مینج کر کے بتادو، ہم تب فائنل کرلیں گے۔''

اس نے ایسی نظروں سے باپ کو دیکھا جیسے کہتا ہو۔

''میں آپ کی ہر کوشش عین وقت پر نا کام بناؤں گا۔''

''دیکھی جائے گی بیٹا.....'' جواباً ان کے تاثرات تھے۔

☆☆☆

وہ ایک لاؤنج کا منظر تھا۔ 50 انچ کی LED چل رہی تھی۔ اس کے عین سامنے کارپٹ پر ٹانگیں دراز کیے، لیپ ٹاپ استعمال کرتے ہوئے، وہ صوفے سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ بابا خبریں دیکھ رہے تھے۔ کافی کا مگ سامنے سینٹرل ٹیبل پر پڑا تھا۔ جس سے وقتاً فوقتاً وہ سپ لے رہا تھا۔

''بخت.....'' انہوں نے ٹی وی کا والیوم کم کر کے اسے پکارا۔

''جی.....'' گھونٹ بھر کر مگ سینٹرل ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے بابا کو دیکھا۔

''کیوں اوائڈ کر رہے ہو اسے.....؟'' اس سوال پر اس نے سستی سے صوفے پر ٹیک لگائی۔

''میں اس نئے رشتے کو وقت دینا چاہتا ہوں..... اسے build کرنا چاہتا ہوں..... اس لیے اوائڈ کر رہا ہوں.....'' اس نے لیپ ٹاپ آف کیا۔

''کیوں اتنا سخت فیصلہ کیا تم نے کیوں؟ وہ فیملی ہے کہاں تک اوائڈ کرو گے اسے؟''

''جب تک عرشیہ کے ساتھ ریلیشن بلڈ نہیں ہو جاتا.....'' عجیب سرد مہری سی تھی۔

''تمہیں لگتا ہے ریلیشن اینٹ سیمنٹ سے بنائے جاتے ہیں..... ریلیشنز جذبات سے پروان چڑھتے ہیں، انہیں آپ تعمیر نہیں کر سکتے.....'' ماتھے پر بل لیے وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہہ رہے تھے۔

''بابا انکار آپ کی بھتیجی نے کیا ہے، اسے اگر مجھ میں کوئی خوبی نظر آتی تو وہ انکار تو نہ کرتی..... کیوں اس قدر

عورت تجھے سلام

تو حُسنِ کائنات ہے تو رونقِ جہاں
تو راحتِ قلب و جگر عطر بہار جاں

تو پاسدارِ زندگی رشک فلک مکاں
خدمت کا تو نشان ہے تو عظمتِ انساں

ہے لازمی ازل سے جہاں میں تیرا مقام
انسانیت کی سیج پر عورت تجھے سلام

تخلیق و درس و تربیت ہاتھوں تیرے انجام ہے
گہوارۂ تعلیم سے الفت تیرا پیغام ہے

کل شعبہ ہائے زندگی سے منسلک تیرا کام ہے
تو کار زارِ زیست میں جدوجہد کا نام ہے

انصاف کاش دے تجھے اس دور کا نظام
انسانیت کی سیج پر عورت تجھے سلام

کلام: سرتاج صدیقی
پسند: صائمہ کھوکھر، بلکوال

غزل

زندگی اب نئے ڈھنگ سے گزاری جائے
کوئی بھی چیز چاہے جان سے پیاری جائے

روز کی طرح آج کی شب بھی
یوں چلی جیسے تھکا کوئی جواری جائے

کھلیں نہ پھول، نہ مہکے کوئی کلی مجھ پر
لحد میں جس دم میری میت اتاری جائے

غسل بھی دو تو فقط اشکِ پشیمانی کا
ہم پہ کسی کا بھی احسان نہ بھاری جائے

چل دیے دہر سے یوں تیرے اے خدا
جیسے مایوس کسی در سے بھکاری جائے

کاوش: ہما علی، اسلام آباد

www.dailyurdubooks.com
URDU BOOKS

ریش ہو رہے ہیں۔'' اور یہیں پر آ کر وہ چپ ہو گئے۔

''بہر حال جو بھی ہے..... عرشیہ اس دعوت پر اکیلی نہیں جائے گی۔'' اور کچھ کہے بنا بخت نے رخ... موڑ کر لیپ ٹاپ واپس سے آن کیا۔

☆☆☆

سفید رنگ کی ایمبرائڈڈ قمیص کے ساتھ ٹراؤزر پہنے شمفون کا دوپٹا سر پر جمائے..... کندھے پر شال رکھے وہ اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دے رہی تھی۔ بال گردن کے ساتھ جوڑے میں بندھے تھے۔ کانوں میں سفید کرسٹل ائرنگ تھے۔ آنکھوں میں کاجل بھرا تھا۔ وہ اب ہونٹوں پر ریڈ شیڈ لگا رہی تھی۔

وہ ایک انٹر کالج کا کوکنگ کا ٹیسٹ جج کرنے جا رہی تھی۔ اپنے شہر میں وہ بہت مصروف ہو چکی تھی۔ یہ پہلی دفعہ تھا کہ اسے ایسے کسی مقابلے میں مدعو کیا گیا تھا۔ جس جوش کا مظاہرہ ہونا چاہیے تھا۔ وہ جوش عنقا تھا۔

''میری ہر کامیابی میرے دل میں ایسا ملال گھولتی ہے بخت کہ مجھے لگتا ہے کسی دن یہ ملال..... میرے وجود کو کھا جائے گا..... یہ رنج مجھے جینے نہیں دیتا۔'' دوپٹا ایک دفعہ پھر سیٹ کر کے اس نے خود کو شیشے میں دیکھا۔

''تم مجھے کیا سے کیا بنا گئے ہو..... کس نے سوچا تھا کہ ادا عبدالمالک یوں ایک دن کسی سیلبرٹی کی طرح مدعو کی جائے گی۔'' اس نے سوچا۔

''ہم بھی خود اپنے ہاتھوں سے..... اپنے ساتھ کیا کر بیٹھے ہیں.....'' اس نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دیکھا۔

''مجھے اعتراف ہے بخت عبدالرحمٰن.....'' اور اس نے خود کو آئینے میں دیکھا..... سر اٹھا کر پلک جھپکے بنا۔

''یہ جو خلا تم میرے اندر چھوڑ گئے ہو اسے روئے زمین کا کوئی دوسرا فرد پورا نہیں کر سکتا.....'' اور یہ اعتراف کرتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہوئیں..... وہ خود سے خفا ہوئی..... اور نہ ہی اسے غصہ آیا۔ یہ بخت عبدالرحمٰن کی صلاحیتوں کا اعتراف تھا۔

''ادا تمہاری مقروض رہے گی اور تا حیات رہے گی۔'' ایک گہری سانس بھر کر وہ آئینے کے سامنے سے ہٹی..... ''اس الاؤ کے لیے کوئی حل نہیں ہوتا کہ جسے ہم خود اپنے ہاتھ سے بھڑکاتے ہیں.....''

☆☆☆

کالج کی پرنسپل اسے سی آف کرنے دروازے تک آئی تھیں۔ وہ ادا سے کچھ کہہ رہی تھیں اور وہ سر ذرا سا جھکائے دونوں ہاتھ جوڑے..... ذرا سا جھک کر ان کی بات سن رہی تھی۔

اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتے، کھولتے وہ اِک دم رکا..... ''یہ تو k.w.a کی اونر ہے۔''

اس کے ہاتھ گاڑی کے دروازے پر ہی جم گئے۔

ادا مڑ کر اپنی گاڑی تک آئی..... دروازے کھولنے ہی لگی تھی کہ.....

''مس ادا.....؟'' اور اس نے مڑ کر بے اختیار پیچھے دیکھا۔

وہ ایک خوبرو جوان تھا۔ جس کی شخصیت میں سب سے نمایاں اس کے سیاہ گھنے بال تھے۔ اس کی آنکھوں کی چمک ناقابلِ برداشت تھی۔

''جی.....؟'' ادا نے خود کو کہتے سنا۔

☆☆☆

اس فون کال نے اسے سر تا پیر اضطراب سے بھر دیا تھا۔ ایک ٹانگ کو مسلسل ہلاتے ہوئے وہ ناخن چبا رہی تھی۔ اور پھر نہ جانے کیوں اس نے ایک نمبر سیو کیا..... اور پھر اس نمبر پر واٹس ایپ پیغام بھیجا۔

چند لمحے بعد ہی اس کے موبائل پر ایک edited تصویر موصول ہوئی تھی۔ اس تصویر کو سمجھنے کے لیے اسے تھوڑا وقت لگا۔ اور جب اسے سمجھ آئی تو.....

سناٹا ایک دھماکے کے ساتھ اس کے دل میں پھیلا۔ سیل فون پکڑے اس کا ہاتھ ڈھلک کر نیچے جا گرا..... اس کی آنکھ سے اِک آنسو..... بنا اسے خبر دیے ٹپکا اور اس کے دل کو کاٹ کر رکھ گیا۔

''کبھی عین بہار میں کسی پھول پر خزاں اترے دیکھی ہے؟''

(باقی آئندہ)

www.dailyurdubooks.com
URDU BOOKS